

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَظَرَاتُ

جنوری کے برہان میں 'اسلامی جماعت' پر چند سطروں میں جو اظہار خیال کیا گیا تھا۔ اس پر الفرقان بریلی کی تازہ اشاعت میں ہمارے محترم دوست مولانا محمد منظور نعمانی نے رسالہ کے چار صفحات میں تنقید کی ہے۔ تنقید کا حاصل خود مولانا کے الفاظ میں یہ ہے: "کہ برہان میں جو کچھ اس سلسلہ میں لکھا گیا تھا وہ دراصل غیر معقول اور بچہ ہے۔" لیکن یہاں فوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اگر مولانا کا یہ دعویٰ صحیح ہے تو اس کے اثبات کیلئے جو دلائل و براہین پیش کئے گئے ہیں وہ بھی کچھ کم نامعقول اور کچھ نہیں ہیں۔

ہم نے برہان میں پوچھا تھا کہ جب اسلامی جماعت کا مقصد حکومت الہی کا قیام ہے تو اب فرمائیے کہ کیا یہ مقصد مسلمانوں کی سیاسی طاقت کے بغیر حاصل ہو سکتا ہے؟ اگر اس کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا تو آپ نے مسلمانوں کیلئے سیاسی طاقت حاصل کرنے کا پروگرام کیا بنا یا ہے؟

اسلامی جماعت کے سلسلہ میں اس قسم کی اوجھڑی کئی باتیں دریافت کی جاسکتی تھیں۔ لیکن ہم نے ان سب کو نظر انداز کر کے صرف یہی ایک سوال کیا تھا جو ہمارے نزدیک ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سوال کا جواب ایک ہی ہو سکتا تھا یعنی یا تو یہ فراہم کیا جائے کہ حکومت الہی قائم کرنے کیلئے سیاسی طاقت و قوت کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ خدا نے قادر و توانا جب طیر اباہل سے ابرہہ کی فوج کو شکست دے سکتا ہے اور ایک پشہ حقیروبے یا کو ٹورود کے ہلاک کر دینے کی طاقت و قوت عطا فرما سکتا ہے تو پھر ہم تو بہر حال طیر اباہل سے تعداد میں اور محض سے طاقت و قوت میں کہیں زیادہ ہیں۔ دوسری صورت یہ تھی کہ صاف لفظوں میں اس بات کا اقرار کیا جاتا کہ ہم نہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور نہ بیت اللہ الحرام۔ یہ دنیا جو جہد اور سعی و عمل کی آماجگاہ ہے۔ حکومت الہی کا قیام بے شبہ سیاسی طاقت کے بغیر

نہیں ہو سکتا۔ پھر اس اعتراف کے بعد یہ بھی بتا دیا جاتا کہ اس کیلئے پروگرام کیا بنایا گیا ہے۔ تو اس پر تبادلہٴ خیال ہو سکتا تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ ہمارے محترم دوست نے اس اہم اور بنیادی سوال سے کوئی تعرض ہی نہیں فرمایا۔ اور اپنے قلم کا سارا زور اوپر ہی باتوں میں صرف کر دیا۔

اس تحریر کا بڑا حصہ ہماری ان سطروں سے متعلق ہے جن میں "اسلامی جماعت" کے مقصدِ اصلی یعنی اقامتِ حکومتِ الہی کے اعلان و اظہار کے بارے میں اظہارِ خیال کیا گیا تھا۔ اس سلسلے میں مولانا فرماتے ہیں کہ "نصب العین کا اعلان اسلئے ضروری تھا کہ ہم کو جیسے فداکار لوگوں کی ضرورت ہو وہ اس اعلان کے بغیر ہمارے ساتھ آ نہیں سکتے تھے اور اگر کہتے تو وہ مغالطہ میں رہتے۔" سوال یہ ہے کہ آپ کو اس جدت کی وجہ اس دعوت کی ضرورت ہی کیوں پیش آئی؟ کیا آپ مسلمانوں کو اس کی دعوت نہیں دیکھتے کہ وہ اسلام کے صحیح اور سچے تصور کے ساتھ مسلمان بن جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاران پر چڑھ کر جو سب سے پہلے دعوت دی تھی وہ خدا کی توحید ہی کی دعوت تھی یا کوئی اور پھر جب آپ کہہ سے ہجرت کر کے مدینہ شریف لیجا رہے تھے تو کیا اس وقت بھی آپ نے اہل مکہ سے یہ فرمایا تھا کہ آپ حکومتِ الہی یعنی مسلمانوں کی حکومت قائم کرنے جا رہے ہیں حقیقت یہ ہے کہ آج حکومتِ الہی کیوں قائم نہیں؟ محض اسلئے کہ مسلمان سچے مسلمان نہیں رہے؟ جس دن مسلمان ایمانِ عمل کے اعتبار سے حقیقی مسلمان ہو جائیں گے حکومتِ الہی خود بخود قائم ہو جائیگی۔ مومن کی زندگی حرکت سے قائم ہے۔ جب اس میں حرکت ہوگی اور وہ مروجِ کھلبلیگی پھرنما مکن ہو کہ وہ باہر سے ساحل ہو کر رہے۔

آپ فرما سکتے ہیں کہ اس دورِ تجدد اور عہدِ تنویر میں اب محض اسلام کے لفظ میں کوئی ایسی دلکشی نہیں رہی ہے کہ لوگ اس کی طرف بے تحاشہ دوڑیں۔ اور آج کل کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کا حال تو یہ ہے کہ وہ مذہب کو بھی سیاسی اصطلاحات کی روشنی میں ہی سمجھنا چاہتے ہیں۔ اس بنا پر یہ ناگزیر سامنا کہ اپنے نصب العین کی تعمیر میں "حکومت" ایسے شاندار اور مرعوب کن الفاظ سے کام لیا جائے یہ سب صحیح اور سچا لیکن اگر آپ واقعی

محمد رسول اللہ کے لئے ہوئے دین کو ہی سرفراز و سر بلند کرنے کیلئے یہ سب کچھ کر رہے ہیں تو خوب اچھی طرح یاد رکھئے کہ جو لوگ اسلام کے اسی پرانے دہرائے نام پر آپ کی طرف نہیں آتے، اور حکومت الہی جیسے الفاظ سکروہ آپ کی دعوت پر لبیک کہہ رہے ہیں وہ آپ کے سچے ساتھی نہیں۔ آج نہیں تو کل وہ آپ سے یا آپ ان سے الگ ہو جائیں گے۔

ہم نے اس سلسلہ میں جو کچھ لکھا تھا اس کا مفاد صرف اس قدر تھا کہ آپ اسلام کا صحیح تصور لوگوں میں پیدا کیجئے۔ نظام اسلامی کی برتری دوسرے نظاموں پر ثابت کیجئے۔ پھر شہر شہر اور دیہات دیہات پھر پھر اسلام کی حقیقی روح اور اس پیغام کو پھیلانے۔ آپ کا مقصد ایک حد تک خود بخود حاصل ہو جائیگا۔ اور چونکہ آپ کا یہ کام محض ایک مذہبی اور تبلیغی نوعیت کا ہو گا اس لئے کسی شخص کو آپ سے الجھنے کی ضرورت بھی نہ ہوگی۔ آخر خود سوچئے کہ آج آپ حضرات میں حکومت الہی کے قیام کا جو جذبہ پایا جاتا ہے کیا یہ کسی اسی طرح کی اسلامی جماعت میں شمولیت کا نتیجہ ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کا سبب خود آپ کا غور و فکر ہے۔ پس اسی طرح اگر آپ دوسرے مسلمانوں میں بھی یہی غور و فکر پیدا کر دیں تو اس طرح آپ کا مقصد بھی حاصل ہو جاتا ہے اور دشمن کے انتباہ سے منزلی مقصود تک پہنچنے کی راہ میں جو عظیم موانع اور عواقب پیش آ سکتے تھے آپ ان سے بھی کسی حد تک دامن بچا کر نکل سکتے ہیں دنیا میں جو انقلابی تحریکیں کامیاب ہوئی ہیں اسی طرح ہوئی ہیں۔

کس درجہ حیرت کی بات ہے کہ آپ اسلامی جماعت کو کانگریس اور لیگ پر قیاس کر رہے ہیں حالانکہ ان کی حیثیتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کانگریس کا دعویٰ ہے کہ وہ ہندوستان کی سب قوموں کی ایک مشترکہ سیاسی انجمن ہے اور اس کا مقصد ہندوستان کیلئے آزادی حاصل کرنا ہے۔ مسلم لیگ کہتی ہے کہ وہ مسلمانوں کی ایک نانیدہ سیاسی جماعت ہے اور وہ ہندوؤں کے حقوق غصب کرنا نہیں چاہتی بلکہ مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کا عہد لینا چاہتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ان دونوں جماعتوں کا مطالبہ اپنی اپنی جگہ پر بالکل آئینی ہے اور اس بنا پر حکومت بھی ان انجمنوں کو خلاف قانون قرار نہیں دے سکتی۔ آپ کا معاملہ ان کے بالکل برعکس ہے۔ آپ نہ ہندو کو

برداشت کرتے ہیں اور نہ انگریز کو۔ اور نہ پاکستان کے اصول پر ملک کی تقسیم کو ہی گوارا کر سکتے ہیں۔ بلکہ حکومتِ الہی کے عنوان سے ایک سربراہِ مسلم حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں تو اب یہ ظاہر ہے کہ چونکہ آپ کا یہ مطالبہ بین الاقوامی سیاست میں آئینی مطالبہ نہیں ہے اس بنا پر آپ کا جماعتی وجود کسی طرح برداشت نہ کیا جاسکیگا اور صیاد کی کوشش ہوگی کہ اُن سے پہلے ہی آپ کو گرفتار کر لے۔

مولانا! آپ نے غور فرمایا! یہ سب مصیبتیں کیوں پیش آئیں گی؟ محض اسلئے کہ آپ سیاسی قسم کی اپنی ایک پارٹی بنا رہے ہیں حکومتِ الہی کا قیام سرعنوان رکھتے ہیں اور اسی نام پر لوگوں کو جمع کر رہے ہیں اور یہ سب کچھ اسی فضا میں کر رہے ہیں جہاں آپ چاروں طرف سے اغیار میں گھبے ہوئے ہیں اور خود ہتھے اور کمزور ہیں۔ پھر یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ بحالات موجودہ آپ حکومتِ الہی کے قیام کی دعوت پر لوگوں کو جمع کر کے اور ان کو ایک نئی انجمنِ اسلامی جماعت میں شامل کر کے کریں گے کیا؟ فرض کیجئے دس ہزار مسلمان آپ کی جماعت میں شریک ہو جاتے ہیں لیکن حالت یہ ہے کہ نہ آپ کوئی ہتھیار رکھ سکتے ہیں اور نہ کوئی فوجی ٹریننگ ان کو دیکھتے ہیں تو پھر اس صورت میں حکومتِ الہی کیلئے کیا کام ہو سکتا ہے۔ آپ فرمائیے کہ اتنے پختہ کار مسلمان ایک مرکز پر جمع تو ہو جائیں گے! عرض یہ ہے کہ جب صرف اتنا ہی ہو سکتا ہے تو پھر آپ اپنی انجمن کی نوعیت بجائے سیاسی کے مذہبی اور تبلیغی ہی کیوں نہیں رکھتے؟ اس انجمن کے ماتحت ایک اسلامی بیت المال قائم کیجئے اور اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دوسری اقتصادی اور تنظیمی ضرورتیں پوری کیجئے جو حکومتِ الہی کے قائم کرنے کیلئے ابتدائی منزلوں کا کام کر سکتی ہیں۔

عجیب بات ہے کہ آپ کام کر رہے ہیں خالص اسلامی لیکن مثال دے رہے ہیں جبرنی کے ڈکٹیٹر شہر کی۔ یہ ماننا کہ شہر کی پارٹی شروع شروع میں بڑی اقلیت میں تھی اور اس کیلئے کام کرنا دشوار تھا۔ لیکن یہ بھی تو ملاحظہ فرمائیے کہ شہر صرف ایک اپنی ہی قوم میں اور خود اسی کیلئے کام کر رہا تھا۔ ووٹنگ کے ذریعہ وہ اقتدار حاصل کر سکتا تھا۔ اس کے ہاتھ پاؤں آزاد تھے۔ قوم کی اکثریت نے اول اول اس کی مخالفت کی مگر بعد میں وہ اسکی ہم نوا ہو گئی۔ اب ذرا آپ

خود اپنے آپ کو دیکھئے! اور سوچئے کہ ہندوستان میں کامیابی کی توقع پر حکومت الہی کے نام سے کام کرنا نہ صرف یہ کہ آسان نہیں ہے بلکہ دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں

اور ہاں آپ نے اس پر غور نہیں فرمایا کہ اگر ہٹلر جرمنی میں برسرِ اقتدار آتے ہی اپنے دل کی بات سب کے سامنے کھول کر رکھ دیتا اور اعلان کر دیتا کہ میری پارٹی کا مقصد معاہدہ وریلیز کا انتقام لینا ہے اور اس کیلئے میں پورے ملک کو فوجی بنارہا ہوں تو کیا ہٹلر نے ملک میں آزاد ہونے کے باوجود اس اعلان کے بعد بھی اپنی جنگی تیاریوں میں کامیاب ہو سکتا تھا؟ پھر آپ کا تو معاملہ ہی بالکل اور ہے۔ غریب شاعر ملت ہی کہتا چلا گیا ہے

یہ دستورِ بیاں بندی کی کیا تیری محفل میں یہاں تو بات کہنے کو ترستی ہے زبان میری

آپ کے سامنے ہٹلر کی شخصیت تو آگئی لیکن سچے اس پر غور نہیں کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ائمہ و مدینہ کو ہجرت کیوں کی تھی؟ اور جو غزوات آپ نے مدینہ پہنچ کر کئے مکہ میں انھیں کیوں نہیں کیا۔ اس سے خود یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو جب کہ وہ کافروں کے زحف میں ہوں ماحول اور مقامی حالات کے مناسب اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھنا چاہئے۔ اگر آپ واقعی حکومت الہی کیلئے کام کرنا چاہتے ہیں تو بسم اللہ کے اٹھئے اور ہندوستان کے بجائے جہاں مسلمانوں کی حکومتیں قائم ہیں وہاں پہنچ کر ان کو اس منصبِ لعین کی دعوت دیجئے۔ وہاں ایک مسلمان کی دعوت پوری مسلمان قوم اور مسلمان حکومت کے نام ہوگی۔ اگر آپ ایک جگہ بھی حکومت کے غیر اسلامی دستور کو بدلوا کر وہاں خالص حکومت الہی کا دستور نافذ کر اسکے تو دوسری اسلامی حکومتوں پر بھی کیا کل عالم اسلام پر اس کا اثر ہوگا! بس ہمارے نزدیک حکومت الہی کیلئے کام کرنے کی صورت اس کے سوا کوئی اور نہیں ہے۔

ہم نے اپنی پچھلی تحریریں اسلامی جماعت کے دوستوں کو نامزد کردہ کلمہ تھا۔ ممکن ہے یہ لفظ ناگوار ہی طبع کا باعث ہوا ہو لیکن حقیقت یہی ہے کہ اس جماعت کے دوسرے افراد کا تو کیا ذکر ہے خود جنابِ امیر کاحال یہ ہے کہ انھوں نے اٹک کی تمام زندگی صرف فکر و نظر کے شرت خانوں میں بسر کی ہے انھیں اس کا اندازہ ہی نہیں کہ خالص اسلامی مقصد کیلئے کوئی عملی اور محسوس کام کس طرح ہو سکتا ہے۔ اور اصل منزل مقصود تک پہنچنے کیلئے درمیانی منزلوں کی دشواریوں پر کس طرح

اس سے بھی گئے گندے نہ ہو جائیں۔